بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

جیساکہ موجودہ حکومت کے واضح اور دو ٹوک اعلانات سے ثابت ہوچکا ہے کہ آنے والے آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کا اولین مقصد ملک کیلئے دستور تیار کرنا ہے دستور بھی ایسا جو نظریہ پاکستان اسلام کے تحفظ پر مبنی اور خالص اسلامی نظام کی ضمانت دیتا ہو اس مقصد کے حصول کا بے خطر راستہ تو ایک وہ ہے جسے ہم نے کئی ماہ قبل شرح وبسط سے انہی کالموں میں پیش کیا تھا کہ دستور سازی کا مسئلہ مختلف نظریات سے تشکیل پانے والی اسمبلی پر چھوڑنے کی بجائے صدر یحییٰ صاحب جرأت مومنانہ سے کام لیکر ایک آرڈیننس کے ذریعہ ایسا دستور نافذ کردیں جو خالص اسلامی دستور ہو۔ اسطرح ملک اُن خطرات سے نکل سکتا ہے جس میں وہ گھرا ہوا ہے اگر ون یونٹ کی تنسیخ بالغ رائے دہی اور مساوی نمائندگی کی بنیاد پر انتخابات کا فیصلہ غیر جمہوری نہیں بلکہ جمہوریت کی پاسداری ہے۔ تو جس ملک کے جمہور کی عظیم اکثریت اوّل دن سے لیکر اب تک اسلامی آئین اور اسلامی نظام حیات کیلئے تڑپ رہی ہو اُسے آرڈیننس کے ذریعہ اسلامی اور عوامی آئین مہیا کرنا ہرگز غیر جمہوری اقدام نہ ہوگا بلکہ وہ موجودہ حکومت کا ایک ایسا کارنامہ ہوگا جسے رہتی دنیا تک سراہا جائے گا۔

——— یہ صرف ہماری رائے نہیں بلکہ بہت سے رہنماؤں اور لیڈروں نے بھی اس قسم کا مطالبہ کیا، مگر اب جبکہ آئین سازی کا کام آئین ساز اسمبلی کو سپرد کیا گیا ہے تو اس مقصد کے حصول کی ایک ہی صورت نظر آتی ہے کہ اسمبلی میں ایسے علماء حق کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں بھیجا جائے جن کے علمی تبحر، دینی مقام، دیانت، تقویٰ اور اسوۂ سلف کی پیروی اور راسخ العقیدہ ہونے پر عامۃ المسلمین کا اعتماد ہو۔ اُن کا مشغلہ شب و روز قرآن وسنت اور اسلامی علوم کے درس و تدریس اور اشاعت و ترویج ہو اور جو غالب اکثریت میں اسمبلی پہنچ کر پاکستان کو ایک ایسا آئین دے سکیں جو تمام بیرونی اثرات سے پاک ہو اور قرآن وسنت آثار صحابہؓ و سلف پر مبنی ہو۔ ظاہر ہے کہ جب دنیا کے تمام معاملات کیلئے ہم متعلقہ امور ان ہی لوگوں کو سپرد کرتے ہیں جن میں اس کام کی اہلیت

تجربہ اور مہارت موجود ہو۔ میز کرسی بنوانے کے لئے بڑھئی، مشین کی خرابی کے لئے مستری اور انجنیئر کی تلاش کرتے ہیں۔ برٹش لاء کے لئے کسی ایل ایل بی ایڈوکیٹ کو اور اپریشن کے لئے ماہر سے ماہر سرجن کو دیکھتے ہیں، تو اسلامی اصولوں پر مبنی آئین کوئی ایسا مذاق نہیں جس کے لئے نہ تو کوئی اہلیت و صلاحیت ضروری ہو نہ اسلامی اور عربی علوم کی مہارت اور نہ ان اصولوں پر خود عمل پیرا ہونے کے معیار کا لحاظ لازمی ہو ہر وہ جماعت جو اسلام اسلام کا نعرہ پکارتی ہے مگر اسمبلی میں ایسے راسخ العقیدہ علماء حق کو غالب اکثریت میں بھیجنے کے لئے تیار نہیں ہوتی تو ان کا نعرہ محض فریب اور حصولِ اقتدار کا ایک ذریعہ ہے۔

آج مسلمانوں کے پاس تمام سیاسی جماعتوں کی اسلامیت جانچنے کی ایک ہی کسوٹی ہے۔ کہ جس اسلام کی وہ دن رات رٹ لگاتے ہیں۔ کیا اس کی خاطر وہ آئین سازی کے لئے خداترس متدین اور مسلمانوں کے قابلِ احترام علماء حق کو بھیجنے کے لئے تیار ہیں یا پھر وہ اپنی اسلام پسندی کے نعروں کے باوجود اپنی پارٹی، جتھہ اور گروہ بندی کی پوجا پاٹ کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو نامزد کر رہے ہیں جنہیں اسلامی علوم کے ابجد سے بھی واقفیت نہیں نہ ان کا عقیدہ اور ایمان اسلامی آئین کے اجراء پر راسخ ہے بلکہ ان کا عمل بھی سر سے پاؤں تک اسلامی آئین سے بیزاری اور بغاوت کا کھلا اعلان کر رہا ہے۔ اگر ایسی ہی صورت سامنے آتی ہے تو ظاہر ہے کہ آئندہ اسمبلی میں بھی اسلام کا وہی حشر ہوگا جو اس سے پہلی اسمبلیوں میں ہوا اور نتیجہ میں وہ خلفشار اور سر پھٹول نمایاں ہوگا جس کا خمیازہ نہایت بھیانک شکل میں پوری قوم کو بھگتنا پڑے گا۔

★

الحمدللہ کہ اسلامی آئین کے مقصدِ عزیز کی خاطر ملک کے دونوں حصوں کے تقریباً ہر خطہ سے ممتاز، جید، خداترس علماء اکابر، وقت بزرگ اور مشائخ اپنی عزت اور آبرو، وسائل و اسباب کی فکر سے بے نیاز ہو کر الیکشن کے اس خارزار اور پُرخطر وادی میں کود پڑتے ہیں۔ اور مرکزی اسمبلی کے لئے الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ تاکہ اس طرح وہ اس امت پر اتمامِ حجت کر کے اللہ کی بارگاہ میں خود تو سرخرو ہو جائیں۔ فریضۂ نیابت نبوت کی اس ادائیگی کے بعد اب قوم کے لئے کوئی حیل و حجت اور عذر و بہانہ نہیں رہے گا۔ اور نہ آئندہ

یہاں کے مسلمان شکوہ وشکایت کرسکیں گے کہ علمارِ حق نے براہِ راست قوم کی رہنمائی کے لئے میدانِ سیاست میں کودنے سے دریغ کیا، علمارِ حق کے بس میں یہی ہے۔ آگے فیصلہ قوم پر ہے کہ وہ سیاست کی شعبدہ بازیوں میں پھنس کر قدرت کے دئے ہوئے اس سنہری موقعہ کو ضائع کرتے ہیں یا پھر سنبھل کر قرآن وسنت کو عملاً نافذ کرانے کے لئے علمارِ حق کی عظیم اکثریت کو اسمبلی میں پہنچاتے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں علمارِ کرام ومشائخ کا اپنے دینی، علمی اور روحانی مشاغل اور مصروفیات چھوڑکر اور گوشۂ خمولت سے نکل کر انتخابی میدان میں حصّہ لینا شاید اس ملک کی تاریخ میں پہلا موقع ہے۔ اگر یہ موقع بھی قوم ضائع کرتی ہے تو نہیں کہا جاسکتا کہ اس اتمامِ حجت کے بعد آئندہ اس ملک کے قائم رہنے کی کیا صورت ہوگی۔ ـــــ یہ حضرات علمارِ کرام اور اکابرِ وقت مشائخ بارگاہِ ایزدی میں یہ تو کہہ سکیں گے کہ ہم نے تو درگذر نہ کی جو ہم سے ہوسکا۔

عام سیاسی حالات، مسلمانوں کی دین سے برگشتگی، سیاستدانوں کی اسلام کے بارہ میں غیر مخلصانہ بلکہ منافقانہ روش، پارٹی اور جماعت کے نام پر گروہ بندیاں، باہمی تعصب وتحزب کی بنار پر نہیں کہا جاسکتا کہ علمارِ حق آئین ساز اسمبلی تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو سکیں گے یا نہیں ـــــ مگر حصولِ رضائے الٰہی، دینِ حق کے فروغ کے لئے جہاد، اعلارِ کلمۃ اللہ کے لئے جدوجہد اور وراثتِ نبوت کی بنار پر فریضہ کی ادائیگی کے لئے تو ایسے لوگ ہر صورت میں اس میدان میں کامیاب اور سرخرو ہوں گے کہ اصل کامیابی تو یہی ہے۔ اگر خدانخواستہ ظاہری حالات میں کوئی دوسری صورت ظاہر ہوجاتی ہے تو اس کی ساری ذمہ داری قوم پر ہوگی اور روسیاہی بھی اگر ہوگی تو پوری قوم کی اور علمارِ حق کہہ سکیں گے۔ کہ ؎

سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہکن　　بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس رو سے اپنے آپکو کہتا ہے عشق باز　　اے رُوسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

ہمیں اسلام اور وطنِ عزیز کے نام پر اور خدائے حیّ وقیوّم سے کئے گئے عہد میثاق کے واسطہ سے پوری توقع ہے کہ وہ جہاں بھی ہوں جس پارٹی اور جتھہ سے بھی تعلق رکھتے ہوں ہر قسم گروہ بندی اقربار پروری، قبیلہ اور قوم علاقائی اور وطنی یا نظریاتی بندھنوں سے آزاد ہو کر آنے والی مرکزی اسمبلی کے لئے اپنے ووٹ کی امانت اپنے علاقہ کے ان امیدواروں کے حق میں استعمال کریں گے جو قرآن وسنت کے مستند عالم ہیں۔ دینی فرائض

اور وظائف کی ادائیگی ان کا شیوہ ہے، عوام کو ان کی رسوخ علمی اور خشیت خداوندی پر اعتماد ہے۔ اور خود ان کا یقین بھی صرف اور صرف اسلام پر ہے جو خیر القرون کا اسلام تھا، صحابہؓ اور تابعین ائمہ عظام کا اسلام تھا۔ کتاب و سنت اور تقاضائے سلف پر مبنی اسلام۔ یہی لوگ آئین سازی کے اہل ہیں اور ان لوگوں کا ترتیب دیا ہوا آئین ہی ملک کی کشتی کو موجودہ منجدھار سے نکال کر ساحل تک پہنچا سکتا ہے۔

★

آئین سازی کے محدود وقت کے پیش نظر علماء کرام پر بھی ایک نازک ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ علمی اور سیاسی مشاغل سے کچھ وقت نکال کر اور باہمی رنجشوں کو بھول کر آئین سازی کے بنیادی خطوط، طریق کار پر بھی ابھی سے غور و فکر شروع فرمالیں۔ بنیادی اور اصولی چیزوں کا خاکہ تیار کریں جہاں تک اسلامی آئین کا تعلق ہے۔ بحمد اللہ اس کے اصول تو کیا تفصیلات تک میں علماء کرام کے تمام مکاتب فکر اور مختلف طبقے متفق ہیں۔ اس بارہ میں اختلاف اور افتراق کا افسانہ کھڑا کر کے تجدد پسند اور لادین عناصر اسلامی آئین سے فرار کا راستہ ڈھونڈھتے ہیں۔ علماء حق چاہیں تو آپس میں قرارداد مقاصد اور متفقہ بائیس نکات پر ابھی سے آئین کے لئے از سر نو تجدید عہد کر سکتے ہیں۔ اور انہی چیزوں کو بنیاد بنا کر ۵۴ء، ۵۶ء، ۶۲ء کے آئینوں سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں جو چیزیں قرآن و سنت کے مطابق نظر آئیں انہیں لے لیا جائے اور جو باتیں اسلامی اور عوامی اقدار کے منافی یا کسی شخصی یا گروہی اغراض پر مبنی نظر آئیں انہیں چھوڑ دیا جائے اگر ابھی سے اس کام کو زیر غور رکھا گیا اور تیاری شروع کر لی گئی۔ اور اسمبلی میں جانے والے تمام افراد نے آئین کے حق میں مخلصانہ اور خیر خواہانہ روش اختیار کیا تو انشاء اللہ ۱۲۰ دن نہیں، دس دن میں بھی ملک کو اسلامی آئین مل سکے گا۔ اور اگر ارکان کے انتخاب، آئین کی ترتیب و تدوین وغیرہ امور میں قوم اور اسمبلی اپنی اسی روش پر چلی جو پچھلے ۲۳ سال کا شیوہ رہا تو ۱۲۰ دن تو کیا ایک سو بیس سال میں بھی یہ قوم کسی پائیدار اور مستحکم اسلامی آئین اور اس کی برکات سے مالامال نہیں ہو سکے گی ــــ حق تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق